

تاتاری

مستعصم باللہ کو بغداد فتح کرنے کے بعد ہلاکو خان نے دربار میں طلب کیا۔ خلیفہ بارہ سو معززین، علماء، محدثین کے جھرمٹ میں شہر کے مشرقی پھائک باب الشما میہ سے باہر نکل کر ہلاکو کے پر شکوہ دربار میں حاضر ہوا۔ تاتاری سردار بڑی محبت سے ملا۔ صرف ایک سوال پوچھا۔ ”صلح کی کسی تحریک سے پہلے اپنے جواہرات کا خزانہ بتا دیجئے؟“ مستعصم کے پاس انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ چند تاتاری سرداروں کو قصر خلافت بھیجا گیا۔ قصر شجر اور جواہر خانہ کا پتہ بتا دیا۔ ہلاکو و اندازہ ہی نہیں تھا کہ خلیفہ کا خزانہ کتنا وسیع و عریض ہے۔ پورے ایک دن کی محنت کے بعد سینکڑوں چھروں پر لدا ہوا جب یہ نایاب خزانہ ہلاکو کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ پوری زندگی اتنی دولت خواب میں نہیں دیکھی تھی۔ خزانہ ملنے کے بعد یکدم ہلاکو خان کا رویہ بدلتا گیا۔ حکم دیا کہ خلیفہ کے تمام مصالحین اور خاندان کی مشکلیں کس دو۔ پھر ایک سونے کی طشتی منگوائی اس میں بڑے بڑے ہیرے رکھوائے۔ خلیفہ کو حکم دیا کہ ان جواہرات کو نوش فرمائیے۔ خلیفہ کی بے بسی دیکھ کر ہلاکو خان نے تمثیر سے وہ تاریخی فقرہ کہا جوتاری خی کی ہر کتاب میں درج ہے۔ ”اے نادان بادشاہ! تو اگر اس دولت کو اپنے دفاع کو مضبوط بنانے کے لئے خرچ کرتا۔ اپنی رعایا کی فلاح کے لئے وقف کرتا تو تجھے یہ دن دیکھنا ضیب نہ ہوتا؟“ مستعصم کے غدار و زیراعظم ابن علقمی نے نظریہ طریقے سے خلیفہ کو دیکھا اور ہلاکو خان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ تاتاری سردار کے حکم پر سب سے پہلے خلیفہ کے بیٹوں کے اس کے سامنے سر قلم کیے گئے۔ مستعصم کے ساتھ آئے ہوئے تمام درباریوں کو برہنہ کر کے قتل کر دیا گیا۔ حکم دیا کہ جو بھی اس کے لشکر کے سامنے ہتھیار ڈالے گا۔ اسے امان مل جائے گی۔ ڈیڑھ لاکھ لوگوں نے ہلاکو خان کے لشکر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ تاتاریوں نے انہیں دس گروہوں میں تقسیم کیا اور شہر کے باہر ان تمام کو گا جرمولی کی طرح کاٹ دیا۔ بتایا گیا کہ اگر خلیفہ کا مقدس خون زمین پر گرا تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ ہلاکو خان زور سے ہنسا اور خلیفہ کو گندے کپڑوں میں لپیٹ کر کچل دیا گیا۔ تاتاری حکمران کے ساتھ ملت کے غدار بھی کھڑے مسکرائے تھے۔ چوبیں دن تک بغداد میں قتل عام جاری رہا۔ اخخارہ لاکھ انسان جانوروں کی طرح ذبح کیے گئے۔ بغداد میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں برہنہ اور پھولی ہوئی لاشوں کے علاوہ کچھ بھی موجود ہو۔ بغداد کو ہندریں تبدیل کر کے ہلاکو خان، خزانے سمیت واپس چلا گیا۔ اس پورے واقعے کو عبد الحليم شررنے اپنی کتاب ”تاریخ زوال بغداد“ میں تفصیل سے رقم کیا ہے۔ خلیفہ مستعصم کی رعایا سے لائقی، انصاف کی صفت کو نظام سے عاری رکھنا، مسلمان اشرافیہ کی بھرپور بے اعتدالیاں عام لوگوں کی بھلانی سے بے احتیاطی ملک کی برپادی کا باعث بنتیں۔ بغداد کی خوشحالی عوام کی بجائے خواص تک محدود ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی مضبوط ترین عباسی حکومت ہمیشہ کے لئے تاریخ کا حصہ بن گئی۔

یہاں ایک نکتہ حد درجہ اہم ہے کہ تاتاریوں کا مقصد صرف دولت حاصل کرنا اور قتل و غارت تھا۔ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ اس شہر کا رخ نہیں کیا۔ ہلاکو خان جیسے ظالم شخص نے بھی تباہی مچانے کے بعد اس خطہ کی طرف پٹ کر نہیں دیکھا۔ اس کے حملے نے ثابت کیا کہ معاشرے میں کوئی بھی مقدس گاۓ نہیں ہوتی۔ ملک یا تو کمزور ہوتے ہیں یا مضبوط۔ نحیف قوموں کی اشرافیہ عام لوگوں کا خون چوس کر کس طرح اپنی بہتری میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں کہ غدار کس طرح اپنی قوم کو دھوکہ دے کر اغیار کا ہاتھ مضبوط کرتے ہیں۔ کیسے حکرانوں کو بزرگ دکھا کر انہیں عیش و عشرت میں ڈبوایا جاتا ہے۔ کس طرح حد درجہ غلط فیصلے کرو اکملک کو برپا کیا جاتا ہے۔ غیر ملکی قوتیں کس طرح دوسرے ممالک کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ کس طرح ہر دور اور ہر حکومت کا اپنا ابن علقمی ہوتا ہے۔ یہ غدار اپنے ہی ملک کے خلاف سازش کرتے ہیں۔ ذاتیات پر اتر کر اپنی سلطنت کی تباہی کے اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔ ہرناہل حکمران کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہوا۔ قدرت کے قوانین اٹل ہیں۔ اگر حکمران، رعایا کی فلاح و بہبود سے دور ہو جائیں تو تھوڑا عرصہ تو یہ معاملہ چلتا ہے۔ مگر نا انصافی کی بھی اپنی فطری عمر ہوتی ہے۔ اور لقدری کے قاضی کا بے لگ فیصلہ آتا ہے جس میں مقدس افراد کو گھوڑوں کی سموں سے کچل دیا جاتا ہے۔

تاریخی تناظر میں اپنے ملک کے حالات کی طرف دیکھتا ہوں تو دل دہل جاتا ہے۔ ساتھ ساتھ گریہ کی کیفیت بھی ہوتی ہے کہ خدار اتنی نا انصافی اور ظلم کب تک جاری رہے گا۔ غور فرمائیے۔ 1947ء کا پاکستان کیا تھا۔ پورے عالم اسلام کی بھرپور امید۔ مضبوط ترین نظریہ پر قائم ہونے والا ایک ایسا عظیم ملک جو پوری دنیا کے لئے مثال قرار دیا گیا۔ ابتدائی دور کے ہر میدان میں بے مثال ترقی خیرہ کن تھی۔ پوری دنیا سے لوگ تحصیل علم کے لئے پاکستان آتے تھے۔ ہمارے میڈیا یکل کالج، یونیورسٹیاں غیر ملکی طلباء و طالبات سے بھری ہوتی تھیں۔ لاکل پور (فیصل آباد) کا یہ عالم تھا کہ غیر ملکی طالبات سائیکل پرسوار پورے شہر میں آزادی سے گھوٹیں پھر تی نظر آتی تھیں۔ بھی حال لا ہو، کوئی اور کراچی کا تھا۔ پورا ملک ترقی کرتا ہوا نظر آرہا تھا۔ پوری دنیا سے محقق ہمارے ملک آتے تھے۔ تاکہ واپس جا کر اپنے ملک کو پاکستان کے خطوط پر رواں دواں کر سکیں۔ شائد آپ کو یقین نہ آئے کہ ہمارے ابتدائی دور میں غیر ملکی ماہرین نوکری کرنے یہاں آتے تھے۔ بغیر کسی مسئلہ اور کاؤٹ کے سالہا سال یہاں گزارتے تھے۔ ملک میں پانی کے آبی ذخائر ابتدائی دور میں بن چکے تھے۔ پوری دنیا انگشت بدنداں تھی کہ پاکستان کس تیز رفتاری سے منزلیں در منزلیں عبور کرتا جا رہا ہے۔ مگر اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ اتنی ہی دلکھی اور ادانتی کہانی ہے جو بغداد کا مقدر بن گئی تھی۔ ریاستی اداروں نے اپنی جگہ اور منصب سے باہر نکل کر پورے ملک میں ادھم مچا دیا۔ نظام عدل جو کہ معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ اسے انگوٹھے تلے دبادیا گیا۔ ایسے لوگ جو کہ نسبت کے اعتبار سے معاشی قرآن تھے۔ انہیں منہذ شاہی پر بٹھا دیا گیا۔ رذیل، سفلی اور خوشامدی لوگوں کو خلعت شاہی سے نوازا گیا۔ میراث کو پیروں تلے روندہ والا گیا۔ تیس سال میں ایک ایسے طبقہ کو ناجائز لیبارٹری میں پیدا کیا گیا جس کا ایمان ہی اس ریاست کو لوٹنا تھا۔ ہاں ظاہری طور پر مدد ہب کو بڑھا وادی نے والے کو پسندیدگی کا مرکز بنایا گیا۔ پورے غلطیوں نے ان تیس دہائیوں میں ایسے عفریت پیدا کر دیے ہیں جو اس ملک کو ہر طور پر کھاچے ہیں۔ موجودہ خراب حالات کوئی ایک دو سال کی پیداوار نہیں ہیں۔ یہ تین چار دہائیوں کے حکومتی نظام اور کوتاہیوں کی وہ داستان ہے جس کو غیر متعصب طریقے سے پرکھنا حد درجہ ضروری ہے۔ موجودہ سیاسی بحران ریاست کو کس طرف لے جا رہا ہے۔ اس پر بھی غور کرنا چاہیے۔ عرض کرتا چلوں کہ عمران خان کی حکومت قطعاً مثالی نہیں تھی۔ مگر ملک قدرے بہتر طور پر چل رہا تھا۔ غریب کو منفعت علاج کی سہولت موجود تھی۔ Large scale manufacturing گیارہ فیصد کی شرح سے نمو کر رہی تھی۔ اقتصادی ترقی چھ فیصد تھی۔ احساس کارڈ اور غریب کی فلاح کے متعدد منصوبے عملی طور پر موجود تھے۔ کوڈ جیسی وبا کا مقابلہ حد درجہ کم وسائل میں کیا گیا تھا۔ کیا یہ سب کچھ آج کے معاملات سے بہتر نہیں تھا۔ یہیں کہ عمران خان غلطیاں نہیں کر رہا تھا۔ بالکل کوتاہیاں کر رہا تھا۔ وہ بھی درباری مسخروں کے حصار میں قید ہو رہا تھا۔ مگر آج کے معاشی سماجی اور سیاسی بحران سے مقابلہ کریں تو چھ ماہ پہلے صورتحال کافی بہتر تھی۔ مگر آج کیا ہے۔ جس طرح کرپشن کے مہیب مقدمات کو قانون تبدیل کر کے تحفظ دیا گیا وہ پورے ملک کے سنبھیہ اور غیر سنبھیہ لوگوں کیلئے جیران کن ہے۔ جس طرح پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی کابینہ بنائی گئی۔ وہ ملکی تاریخ میں آج تک نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ غیر سیاسی حکرانوں کے دور میں بھی یہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ پھر سیالاب کو جس طرح دنیا سے خیرات مانگنے کے لئے استعمال کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اس سے صرف جگ ہنسائی میں اضافہ ہوا۔ امداد ملناؤ تو دور کی بات ہمارے مصالب کو درپیا حل کرنے کے لئے کسی سنبھیہ کا مظاہرہ تک نہیں کیا گیا۔ وجہ صرف ایک ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کے متعلق بین الاقوامی قوتوں کے خدشات اور تحفظات بہر حال موجود ہیں۔ ہمارا عمل، ہماری کبھی ہوئی باتوں سے متفاہد ہے۔ تاتاریوں جیسے ظالم لوگ، ملکوں کو برپا کر کے واپس نہیں آتے تھے۔ مگر ہمارے مقامی تاتاری بار بار لوٹنے کے بعد پھر لوٹ آتے ہیں۔ باقی جو برے حالات آنے والے ہیں۔ ان کا سوچ کر بھی روح کا نپ جاتی ہے۔ مگر مقامی تاتاری خوش و خرم اور حد درجہ خوشحال ہیں۔ ان کی تو چھرے کی لالی بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ شائد قوم کا خون پینا انہیں راس آچکا ہے؟